2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

م س13ء کے ابتدائی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسد میں تعطل کی وجہ سے ایک اور سال نمو کا ہدف پورا ہونا مشکل ہے۔ بالائی سندھ، زیریں پنجاب اور مشرقی بلوچستان میں بارشوں اور مقامی سیلاب کے باعث کپاس اور چاول کی فصل کو نقصان پہنچا اور گیس کی قلت کی وجہ سے ملک میں اشیا سازی کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔ کھاد کی پیداوار میں کمی سے کئی صنعتوں کی نمو زائل ہوگئی۔

جدول 2.1: زرعی شعبے کے اہداف

	قدر اضافی میں فیصد حصہ (م س12ء)	نمو		م س13ء ہدف
		م س11ء	م س12ء	
زراعت	100.0	2.4	3.1	4.0
اہم فصلیں	31.9	-0.2	3.2	3.8
چھوٹی فصلیں	10.1	2.7	-1.3	4.5
گلہ بانی	55.1	4.0	4.0	4.2
ماہی گیری	1.8	1.9	1.8	2.0
جنگل بانی	1.1	-0.4	0.9	2.0

ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن

بہر حال (گنے کی ہدف سے زائد فصل کی وجہ سے) چینی کی پیداوار میں متوقع اضافے سے نمو کو کچھ سہارا ملے گا۔ گندم کی بلند امدادی قیمت اور تعمیراتی سرگرمیوں کے باعث گندم کی کاشت بڑھے گی۔

جدول 2.2: اہم فصلوں کی پیداوار

ملین ٹن، کپاس کے لیے ملین گانٹھیں

	اہم فصلوں میں فیصد حصہ (م س12ء)	پیداوار			
		م س11ء	م س12ء	م س13ء ہدف	پچھلے دس سال میں زیادہ سے زیادہ پیداوار
کپاس	24.6	11.5	13.6	14.6	14.3
گنا	11.7	55.3	58	59	63.9
چاول	15.4	4.8	6.2	6.9	7
گندم	39.2	25.2	23.5	25.5	25.2

ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن

2.2 زراعت[20]

م س13ء کے لیے حکومت نے زراعت کا ہدف 4.0 فیصد مقرر کیا ہے جو م س12ء میں حاصل ہونے والی 3.1 فیصد نمو سے زیادہ ہے (**جدول 2.1**)۔[21] اوّل تو یہ ہدف ہی کافی مشکل تھا کیونکہ اس کے لیے تمام فصلوں کی مضبوط کارکردگی ضروری ہوتی (**جدول 2.2**)۔[22] ستمبر 2012ء میں مون سون کی بارشوں اور تیز سیلاب کے باعث یہ ممکن نہ تھا کیونکہ اس میں کپاس اور چاول کی فصلوں کو کافی نقصان پہنچا۔ تاہم گنے کی فصل نے معقول کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

20 فی الوقت چونکہ ہر صوبے میں کراپ رپورٹنگ سروس فصلوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے اس لیے پورے ملک کے مجموعی اعداد و شمار دستیاب نہیں۔ پاکستان دفتر شماریات مجموعی اعداد و شمار ترتیب دیتا ہے لیکن کافی تاخیر کے بعد۔

21 اچھی کارکردگی کے امکانات چھوٹی فصلوں کی بحالی اور بڑی فصلوں میں مزید اضافے پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ گذشتہ سال کی کارکردگی بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

22 انفرادی طور پر اہم فصلوں کا ہدف گذشتہ دس برسوں میں حاصل ہونے والی پیداوار کے قریب یا زیادہ رکھا گیا تھا۔

کپاس

کپاس کی فصل کی تشخیصی کمیٹی کے مطابق اگرچہ کاشت 170 کلوگرام کی 13.3 ملین گانٹھیں ہوئی تاہم یہ 14.6 ملین گانٹھوں کے ہدف اور گذشتہ مالی سال 12ء میں حاصل ہونے والی 13.6 ملین گانٹھوں سے کم ہے (**جدول 2.3**)۔

جدول 2.3: م س13ء میں کپاس کی فصل (ملین گانٹھیں)			
	ہدف	تخمینہ	ہدف سے انحراف
پنجاب	10.5	9.6	-0.9
سندھ	4.0	3.6	-0.4
بلوچستان	0.1	0.1	0.0
پاکستان	14.6	13.3	-1.3
ماخذ: کپاس کی فصل کی تشخیصی کمیٹی			

گذشتہ سال کے مقابلے میں زیر کاشت رقبہ کم ہونے کی وجوہات یہ ہیں: (1) بوائی کے وقت پانی کی قلت [23] (2) گندم کی پچھلی فصل کی کٹائی میں تاخیر[24] (3) گذشتہ موسم میں کپاس کی کم قیمتیں اور (4) کسانوں کی جانب سے گنا کاشت کرنے کو ترجیح۔[25]

جدول 2.4: چاول کی پیداوار				
رقبہ: ہزار ہیکٹر، پیداوار: ہزار ٹن				
	2012-13ء کی فصل		2011-12ء کی فصل	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
سندھ	511	1,689	636	2,260
پنجاب	1,700	3,461	1,714	3,277
بلوچستان	37	120	171	529
خیبر پختونخوا	52	99	50	95
کل	2,300	5,369	2,521	6,066
ماخذ: صوبائی کراپ رپورٹنگ سینٹرز				

کپاس کی فصل مون سون کی بارشیں دیر سے شروع ہونے کی وجہ سے متاثر ہوئی۔ جنوبی پنجاب میں سخت بارشوں اور تیز سیلاب کے باعث کپاس کی فصل کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔[26]

چاول[27]

اری چاول کی کاشت جولائی میں ختم ہو جاتی ہے لیکن باسمتی چاول کی کاشت اگست تک جاری رہتی ہے۔[28] سینچائی کے پانی کی کمی نے رواں سال بوائی کے موسم کو مؤخر کر دیا۔ م س13ء میں چاول کی پیداوار کا ہدف 6.9 ملین ٹن رکھا گیا تھا جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 12 فیصد زیادہ ہے۔ تاہم چاول کی فصل کا ابتدائی تخمینہ 5.4 ملین ٹن لگایا گیا تھا (**جدول 2.4**)۔ ستمبر 2012ء میں شدید بارشوں کے باعث بلوچستان میں ضلع

23 خریف کے دوران (مون سون کی بارشوں سے پہلے) پانی کی دستیابی پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 15 فیصد کم تھی۔

24 ربیع میں انتہائی سرد موسم کی وجہ سے گندم کی فصل کے پکنے کا وقت طویل ہو گیا۔

25 کاشتکار رواں سال شدید بارشوں کی توقع کر رہے تھے اس لیے انہوں نے گنے کی فصل کو ترجیح دی جو سیلاب کو برداشت کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔

26 متاثر ہونے والے اہم علاقے یہ ہیں: جنوبی پنجاب میں ڈی جی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، بہاولپور اور بہاولنگر۔ م س12 میں ان اضلاع نے 4.9 ملین کپاس کی گانٹھیں پیدا کیں۔ سپارکو کے مطابق بارشوں کے باعث 0.43 ملین گانٹھوں کا نقصان ہوا۔

27 چاول کی سب سے زیادہ پیداوار پنجاب میں ہوتی ہے اس کے بعد سندھ اور بلوچستان ہیں۔ 90 فیصد سے زائد باسمتی چاول پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ اہم اضلاع یہ ہیں: گجرانوالہ، حافظ آباد، شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، سیالکوٹ، منڈی بہاءالدین اور گجرات۔ اری چاول کی کل پیداوار میں سندھ کا حصہ 60 فیصد سے زائد ہے اور اس کے اہم اضلاع میں شکار پور، لاڑکانہ، قمبر، کشمور اور جیکب آباد شامل ہیں۔

28 خصوصاً زیریں سندھ کے کاشتکار بھی مخلوط اقسام کے چاول کاشت کرتے ہیں جو عموماً اری چاول کے مقابلے میں اچھی یافت دیتے ہیں۔ اس قسم کے چاول کی بوائی جولائی میں مکمل ہو جاتی ہے۔

جعفرآباد و نصیرآباد اور بالائی سندھ میں جیکب آباد، شکارپور، کشمور اور قمبر میں چاول کی فصلوں کو خاصا نقصان پہنچا۔[29] اُن علاقوں میں نقصانات زیادہ تھے جہاں پانی کی کمی کی وجہ سے بوائی کا مرحلہ تاخیر سے شروع ہونے کے باعث فصلیں نمو کے مراحل میں تھیں۔[30]

باسمتی چاول کی پیداوار میں بتدریج کمی پاکستان کے لیے باعث تشویش ہے۔ دیگر اقسام کے چاول (زیادہ تر مخلوط چاول) کی کاشت سے باسمتی چاول کی کمی کسی حد تک پوری کی گئی لیکن چاول کی مجموعی پیداوار مسلسل گر رہی ہے۔ جیسا کہ جدول 2.5 میں دکھایا گیا ہے، رواں سال پنجاب میں چاول کے زیر کاشت رقبے میں مزید کمی ہوئی ہے۔[31] باسمتی چاول پر ملنے والے بلند پریمیم کے پیش نظر یہ رجحان سخت باعث تشویش ہے۔

جدول 2.5: پنجاب میں چاول

رقبہ'ہزار' ہیکٹر، پیداوار'ہزار'ٹن

	باسمتی		دیگر		کل	
	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
2008-09ء	1,548	2,602	430	1,041	1,978	3,643
2009-10ء	1,414	2,475	518	1,238	1,932	3,713
2010-11ء	1,334	2,365	433	1,019	1,767	3,384
2011-12ء	1,121	1,889	593	1,388	1,714	3,277
2012-13ء	984	1,743	716	1,718	1,700	3,461

ماخذ: زرعی شماریات پاکستان اور کراپ رپورٹنگ سینٹر پنجاب

گنا

رواں سال بارشوں نے گنے کی فصل کو فائدہ پہنچایا ہے۔ ابتدائی اشارے یہ ہیں کہ گنے کی پیداوار اپنے 59 ملین ٹن ہدف کے مقابلے میں 62 ملین ٹن ہوئی ہے۔

شکل 2.1: چینی کی قیمتیں

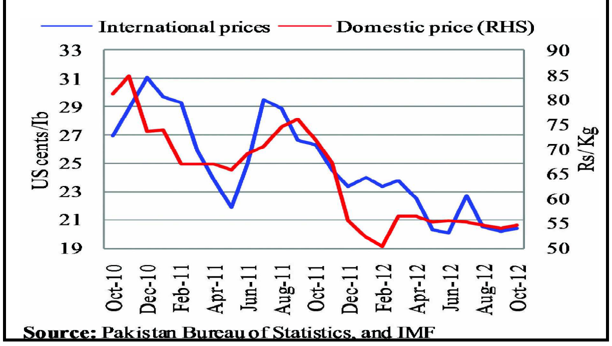

Source: Pakistan Bureau of Statistics, and IMF

تاہم مقامی قیمتوں میں کمی سے کاشتکاروں کو نقصان پہنچا ہے (شکل 2.1)۔ مزید برآں صوبوں میں کم سے کم قیمت خرید کے دیر سے اعلان کے باعث گنے کی کٹائی میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے کاشتکار اپنی سرمایہ کاری کی وصولی بروقت نہیں کر سکے۔[32, 33] اس کی وجہ سے شوگر ملوں کی طرف سے کچل کاری میں بھی دیر ہوئی۔ یہ اطلاعات بھی ہیں کہ مل مالکان نے ابھی تک کسانوں کے پچھلے سال کے واجبات پورے ادا نہیں کیے ہیں۔ رسدی زنجیر کے ان مسائل کے باوجود گنے کی فصل سے

29 سپارکو کے مطابق شدید بارشوں کے باعث 0.4 ملین ٹن چاولوں کا نقصان ہوا، زیادہ تر سندھ میں۔

30 اری چاول کی کٹائی عموماً ستمبر میں شروع ہوتی ہے جبکہ دیگر بہتر اقسام کے چاولوں کی کٹائی اکتوبر اور نومبر میں شروع ہوتی ہے۔

31 اری چاول کے مقابلے میں مخلوط قسم کے چاول کی منڈی میں کم قیمت ہوتی ہے کیونکہ اس میں ٹوٹے چاول کا تناسب زیادہ ہوتا ہے اور دانے کا سائز کم زیادہ ہوتا ہے۔

32 اندازہ ہے کہ چینی کی ملیں رواں سال اعلان کردہ 170 روپے فی 40 کلوگرام سے کم قیمت پر گنا خرید رہی ہیں۔

33 صوبائی حکومتیں عام طور پر گنے کی خریداری کے لیے کم از کم قیمت کا اعلان ستمبر کے نصف آخر میں کرتی ہیں۔ رواں سال یہ اعلان آخر اکتوبر 2012ء تک مؤخر ہوا۔

زراعت کی نمو کو تقویت اور پاکستانی برآمدات کو مدد ملے گی۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بسال نمو (جولائی تا ستمبر)				
فیصد				
اجناس کا گروپ	وزن	م س 11ء	م س 12ء	م س 13ء
صارفی اشیا	41.1	2.8	7.7	3.6
اشیائے سرمایہ	3.3	4.2	-31.3	14.0
تعمیراتی سامان	12.3	-9.9	-5.0	7.9
دیگر متوسط اشیا	43.3	-5.9	3.7	-5.5
مجموعی ایل ایس ایم	100.0	-2.5	3.2	1.0
نفی کھاد	93.7	-2.3	3.0	3.0
نفی کار اور کھاد	89.7	-3.0	2.9	3.5
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، اسٹیٹ بینک کا تخمینہ				

گندم

گندم کی فصل ابھی بوائی کے مرحلے میں ہے۔ اگرچہ گنے کی کٹائی میں تاخیر کے باعث کچھ علاقوں میں گندم کی بوائی دیر سے ہوئی تھی تاہم وقت پر بارشوں، خام مال کی قیمت میں قدرے استحکام اور گندم کی امدادی قیمت 1050 روپے سے بڑھا کر 1200 روپے فی 40 کلوگرام کیے جانے سے فصل کو مدد ملنے کی توقع ہے۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

م س 13ء بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کچھ بہتری کے ساتھ شروع ہوا۔ اہم بات یہ ہے کہ گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں اشیائے سرمایہ اور تعمیراتی سامان کے اہم ذیلی شعبوں میں خاصی نمو دیکھی گئی (جدول 2.6)۔ لیکن کچھ اہم صنعتوں جیسے کھاد، کاریں اور گھریلو برقی اشیا میں ساختی اور پالیسی مسائل کی وجہ سے مجموعی نمو کم ہوئی اور گذشتہ مالی سال کی نسبت م س 13 کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو 2.2 فیصدی درجے گھٹ گئی۔[34] تاہم کھاد اور گاڑیوں کو نکالنے کے بعد بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو پچھلے سال سے بہتر ہے جس سے ہمارے اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے کہ طلب کی صورتحال وسیع البنیاد ہے۔ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں سب سے زیادہ کمی کھاد کے شعبے کے باعث ہوئی۔ اس سہ ماہی میں پیداوار 27.0 فیصد کم ہوکر پوری صنعت کی استعداد کے تقریباً نصف پر آ گئی جس کی وجہ قدرتی گیس کی فراہمی میں مستقل نہ تھی۔ قدرتی گیس کھاد کے لیے خام مال کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور م س 11ء سے قدرتی گیس کا استعمال وجہ تنازع رہا ہے کیونکہ دو نئے پلانٹس کے کام شروع کرنے سے طلب میں اضافہ ہوگیا جبکہ نیٹ ورک پر پہلے ہی دباؤ تھا۔ پریشان کن بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ بگڑتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ طلب اور رسد کے درمیان فرق اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس صنعت کو م س 11ء سے قبل ملنے والے ایندھن کا حصہ نہیں مل رہا ہے۔ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کی پیداوار گذشتہ پانچ برسوں کی پست ترین سطح پر تھی۔

کھاد کے رسدی مسائل کے برخلاف گاڑیوں کے شعبے میں، جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں دوسری بڑی رکاوٹ ہے، متنوع مسائل تھے۔ م س 12ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کاروں، جیپوں اور موٹر سائیکلوں کی پیداوار 8.9 فیصد گر گئی۔ چنانچہ اس سہ ماہی میں فروخت میں بھی 29.5 فیصد سال بسال کمی ہوئی جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران اس میں 26.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تاہم گہرے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر تین عوامل کو پیش نظر رکھا جائے تو فروخت میں یہ کمی اتنی شدید نہیں:[35]

---

34 بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کھاد، گاڑیوں اور گھریلو استعمال کی اشیا کا مجموعی وزن 11.4 فیصد ہے۔

35 پیلی ٹیکسی اسکیم اور چھوٹی کاروں کے جز میں دو ماڈلوں کے خاتمے کے عوامل کو منہا کیا جائے تو م س 13 کی پہلی سہ ماہی کے دوران فروخت میں 5.1 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 7.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

(1) زیادہ پرانی استعمال شدہ کاروں کی درآمد کی اجازت سے ملک میں درآمد شدہ گاڑیاں بڑھ گئیں۔ جولائی تا نومبر م س13ء کے دوران استعمال شدہ کاروں کی درآمد بڑھ کر 25005 یونٹس ہوگئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 16203 یونٹس تھی۔

(2) م س12ء میں پنجاب حکومت کی ''یلو کیب'' اسکیم سے پچھلے سال 20 ہزار گاڑیاں فراہم ہوئی تھیں جس نے م س13ء میں کردار ادا نہیں کیا۔ اس ایک عامل کو منہا کر دیا جائے تو اس سہ ماہی میں مقامی طور پر تیار کردہ گاڑیوں کی فروخت 10 فیصدی درجے بڑھی۔

(3) چھوٹی کار کے جز میں یورو II کے معیارات پر عملدرآمد کے لیے اس سال تین ماڈلز میں سے دو کی پیداوار کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ م س09ء تا م س11ء کے دوران ان دو کار ماڈلز (کورے اور آلٹو) کا منڈی میں حصہ اوسطاً 44 فیصد تھا۔

مجموعی طور پر گاڑیوں کی پیداوار میں کمی کو منفی طور پر نہیں دیکھا جانا چاہیے۔

صارفی برقی اشیا میں اہم گھریلو اشیا جیسے ایئر کنڈیشنز اور ٹیلی ویژن سیٹ کی ملکی پیداوار میں کمی آرہی ہے اور گو کہ تعمیرات میں اضافہ ہوا ہے تاہم ضمنی سامان جیسے روشنی کے فکسچر کی پیداوار جمود کا شکار ہے۔ اگرچہ اس فرق کو پورا کرنے کے لیے درآمدات بڑھی ہیں تاہم اس سے ملکی پیداوار میں کمی زائل نہیں ہوئی۔ باکس **2.1** میں اس بے قاعدگی پر مزید تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

ان چند منفی عوامل کے سوا زیادہ تر دیگر صنعتیں م س12ء کی پچھلی سہ ماہی کے مقابلے میں بہتری کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔

مثال کے طور پر نجی تعمیراتی سرگرمی میں تیزی، جو سیمنٹ کی ترسیل اور لوہے اور تعمیراتی مشینری کی درآمد میں اضافے سے عیاں ہے، پاکستان کی

2.1: صَرف کا معمہ - گھریلو برقی اشیا کا معاملہ

صَرف کی طلب کے اظہار یے حیران کن ہیں۔ اگرچہ صارفی پائیدار اشیا کی درآمدات، خوراک کی پروسیسنگ کی نئ صنعتوں کے قیام اور تعمیراتی سرگرمیوں میں پائیدار نمو سے صَرف کی بلند طلب ظاہر ہوتی ہے لیکن دوسری جانب گاڑیوں اور گھریلو برقی اشیا کی پیداوار میں، جو صَرف کی طلب کے سب سے زیادہ حساس اجزا ہیں، منفی نمو دیکھی گئی۔

شکل 2.1.1: گھریلو برقی اشیا کی پیداوار کے رجحانات

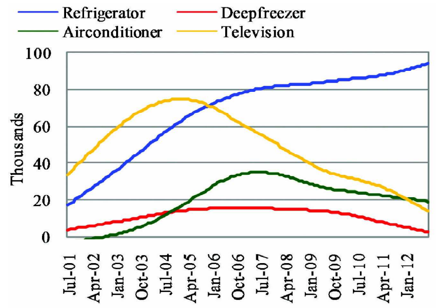

Source: Pakistan Bureau of Statistics, analyst calculations

گھریلو برقی اشیا میں شامل چار بڑے اجزا میں سے تین کی طویل مدتی پیداوار کچھ برسوں سے گھٹ رہی ہے (**شکل 2.1.1**)۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ ڈیپ فریزر اور ٹیلی ویژن کی پیداوار تقریباً ختم ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ دہائی کے دوران کچھ کثیر القومی اشیا سازوں نے، خاص طور پر نئ ٹیکنالوجی کے آنے کی وجہ سے، الیکٹرانکس کا کاروبار بند کر دیا کیونکہ وہ مزید سرمایہ نہیں لگانا چاہتے تھے۔ مثال کے طور پر جب 2000ء کے عشرے کے اوائل سے ایل سی ڈی ٹیکنالوجی متعارف کروائی گئی تھی تبھی سے ٹیلی ویژن کی پیداوار کم ہونا شروع ہوگئی تھی کیونکہ سرمایہ کاروں کی نظر میں ایل سی ڈی ٹیکنالوجی پاکستان جیسی چھوٹی سی منڈی کے لیے مہنگا پیداواری کاروبار تھا۔ اسی طرح 2000ء کی دہائی کی نصف آخر میں توانائی بچانے والے بلبوں کی درآمد سے مقامی بلب ساز صنعت کو نقصان پہنچا۔

لیکن یہ الگ معاملہ ہے کہ گھریلو طلب کم ہورہی ہے۔کئی اظہاریوں سے مختلف تصویر سامنے آتی ہے۔مثال کے طور پر اسی مدت میں دیگر صارفی پائیدار اشیا (جیسے گاڑیوں اور ریفریجریٹر) کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور درآمدات بھی بڑھتی رہی ہیں۔
کاروبار مالکان الیکٹرانکس کی مقامی طلب میں کمی کی ایک وجہ درآمدی مسابقت بتاتے ہیں۔درحقیقت بلند کسٹم ڈیوٹی کے باوجود گذشتہ چند برسوں میں ٹیلی ویژن، برقی پنکھوں، ائرکنڈیشنز اور لائٹنگ کی درآمدات میں اضافہ ہوا ہے۔منقولی شواہد یہ بھی بتاتے ہیں کہ پڑوسی ممالک سے ان اشیا کی بڑے پیمانے پر اسمگلنگ ہوتی ہے۔

آخراً جاذب توانائی اشیا (ایئرکنڈیشنز اور ڈیپ فریزر) کے معاملے میں یہ ممکن ہے کہ توانائی کی شدید قلت کے ساتھ گذشتہ چند برسوں میں ان کی قیمتوں کو معقول سطح پر لانے سے صارفی رویوں میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔

شکل 2.2: صارفی قرضوں کی تقسیم (ملین روپے) جولائی تا ستمبر

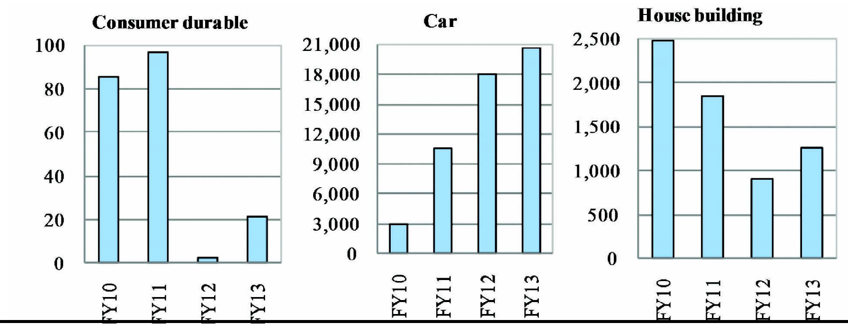

شکل 2.3: سرمایہ کاری اظہاریوں میں تیزی

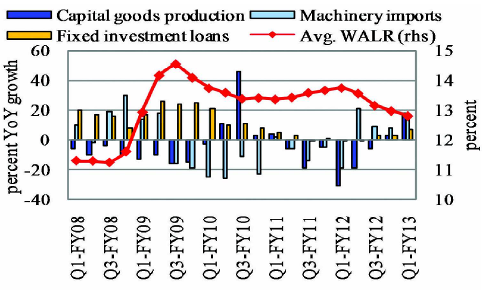

Source: Pakistan Bureau of Statistics (production, imports); SBP (loans, WALR)

اشیا سازی کی نمو کا اہم محرک معلوم ہوتی ہے۔ خاص طور پر تعمیراتی سامان کی پیداوار (جن کا بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مجموعی وزن 12.3 فیصد ہے) میں اس سہ ماہی کے دوران 7.9 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا۔[36] حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ اب یہ شعبہ توانائی کی قلت کے اثرات سے محفوظ معلوم ہوتا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ شیشے اور فولاد کے شعبوں کے بیشتر پلانٹ اپنی پیداوار بڑھانے کے لیے بتدریج اپنی بجلی پیدا کرنے لگے ہیں۔ یاد رہے کہ سیمنٹ کے پلانٹ 2000ء کی دہائی کے اوائل ہی میں کوئلے پر منتقل ہوچکے ہیں۔

صارفی اشیا کی صنعتوں کے معاملے میں اس سہ ماہی میں ایک عنصر جس کا طلب پر مثبت اثر پڑا تھا وہ ہے زری نرمی جو اگست 2011ء میں شروع ہوئی۔قرض گاری کی شرح میں کمی کے ساتھ گذشتہ سال کے دوران صارفی مالکاری میں نظر آنے والی کمی، خصوصاً مکان کی تعمیرات اور صارفی پائیدار اشیا کے شعبوں میں، معلوم ہوتا ہے کہ اپنی زیریں حد تک پہنچ گئی ہے (**شکل 2.2**)۔

36 باضابطہ کمپنیاں بنیادی تعمیراتی سامان (مثلاً سیمنٹ، اسٹیل) فراہم کرتی ہیں لیکن بیشتر تعمیراتی سرگرمیاں ابھی تک بے ضابطہ شعبے کے ماتحت آتی ہیں۔

جدول 2.7: منتخب مشینری کی درآمدات (جولائی تا ستمبر)

ملین ڈالر

اشیا	م س11ء	م س12ء	م س13ء
ٹیکسٹائل مشینری	103.3	97.0	116.2
جنریٹر	72.8	53.2	75.7
اسٹیل	5.2	7.2	8.7
پیکیجنگ	6.4	4.6	6.9
بوائلر	1.5	5.1	6.2
غذائی پروسیسنگ	4.7	5.8	5.9
کاغذ سازی	15.3	3.3	4.3
ٹرانسفارمر	6.7	1.3	3.3
شیشہ سازی	0.8	0.4	1.6

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ایک اور مثبت پیش رفت سرمایہ کاری میں اضافہ ہے جو بلند شرح کے معین قرضوں، مشینری کی درآمدات اور سرمایہ اشیا کی ملکی پیداوار سے ظاہر ہوتی ہے (شکل 2.3)۔ اس طلب کے دو محرک ہیں:

1۔ اشیائے سرمایہ کی پیداوار میں اضافے کا سبب زرعی شعبے (ٹریکٹر اور زرعی آلات) اور کمرشل گاڑیوں کی بلند طلب ہے۔

2۔ شرح سود میں کمی سے کمپنیوں کو اپنے قرضوں کے جزدان کی تشکیل نو زیادہ سازگار طور پر کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کمپنیوں کی طرف سے گراں قرضوں کی واپسی کے باعث مالکاری کی لاگت بھی، جو مجموعی منافع کو متاثر کرتی ہے، کم ہوجاتی ہے۔ اس سے زیادہ مناسب شرح پر نئے سرمایہ کاری اخراجات کے لیے گنجائش بنتی ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں نئی سرمایہ کاری ٹیکسٹائل، کاغذ، شیشہ، فولاد اور غذائی اشیا کی پروسیسنگ میں مرتکز رہی۔ اس کے علاوہ پاکستان کی اشیا سازی کے شعبے کے لیے بجلی کے متبادل ذرائع کے بندوبست کو ترجیح حاصل ہے (جدول 2.7)۔

مستقبل میں کئی متوقع صورت ہائے حال صنعتی شعبے کی نمو کے لیے اچھا شگون ہے:

1۔ ستمبر 2012ء سے ٹیکسٹائل برآمدات بڑھنے سے سوتی دھاگے کی پیداوار کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔
2۔ نومبر 2012ء درآمدی گاڑیوں کے لیے سخت پالیسی کے اعلان سے مقامی تیارکنندہ کو ریلیف ملے گا۔ مزید یہ کہ بڑی گاڑیوں کے جز کو بھی ایک نئے ماڈل کی کار سے فائدہ ہوگا جو م س13ء کی تیسری سہ ماہی میں بازار میں آئے گا۔[37]
3۔ رواں سال چینی کی اچھی فصل ہونے کی توقع ہے اور اس کی پیداوار 4.8 ملین میٹرک ٹن ہونے کا امکان ہے جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 4.8 فیصد زیادہ ہے۔
4۔ م س13ء کی دوسری سہ ماہی سے ایک بڑی کولڈ رولنگ اسٹیل مل اور طوارقی اسٹیل مل (جو رولنگ مل صنعت کے لیے خام مال فراہم کرے گی) اور جہاز شکنی میں مسلسل نمو سے ملک میں نجی شعبے کو فولاد کی فراہمی بڑھے گی۔
5۔ م س13ء کی دوسری سہ ماہی میں نئے موٹر سائیکل ٹائر پلانٹ کے آغاز سے مقامی ٹائر مارکیٹ کے اندر مقامی منڈی کا حصہ بہتر ہوگا۔ موٹر سائیکل کی صنعت کو درآمدی اجزا پر ڈیوٹی میں کمی سے فائدہ ہوگا۔

37 اگرچہ پیداکنندگان کو سخت درآمدی پالیسی سے فائدہ ہوگا تاہم صارفین کی بہبود متاثر ہوگی کیونکہ انہیں زیادہ متبادل اشیا دستیاب نہیں ہوں گی۔

تاہم مشکلات بدستور ہیں: ایک تو یہ کہ سردیوں میں گیس کی فراہمی عموماً بدتر ہوجاتی ہے کیونکہ گھریلو طلب بڑھتی ہے۔ کھاد، شیشہ، کاغذ اور ٹیکسٹائل کے شعبے متاثر ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ سالانہ رپورٹ مالی سال 12ء میں واضح کیا گیا، شعبہ توانائی میں ساختی اصلاحات کی ضرورت ہے کیونکہ اس شعبے کی خامیاں ہماری صنعتی پیداوار کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن گئی ہیں۔ علاوہ ازیں توانائی سے متعلق سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی عملی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ہم بجلی اور گیس کے معقول نرخ مقرر کرنے کی سفارش کرتے ہیں تاکہ توانائی کی بچت کی حوصلہ افزائی ہو۔ ساتھ ہی ساتھ حکومت کو روایتی اور متبادل ایندھن کے شعبوں میں استعداد میں اضافہ کرتے رہنا چاہیے تاکہ توانائی کے مسائل کا طویل مدتی حل برآمد ہوسکے۔